زیڈ اے سلیری

مرزائیت ـــــــ انگریز کی ضرورت

مسلمانوں نے نہ صرف انگریزوں کا غیض و غضب برداشت کیا بلکہ انہوں نے اپنے طور پر مغربی تہذیب کو ناقابل قبول گردانا اور انگریزی تعلیم کا بائیکاٹ کیا۔ مستزاد مسلمانوں نے برصغیر کو دارالحرب قرار دیا جس کا مطلب تھا کہ انہوں نے انگریز کی حکومت تسلیم نہ کی اور باغیوں کا کردار اپنایا۔ 1857ء کی جنگ آزادی مسلمانوں کے اسی کردار کا نتیجہ تھی جس کی پاداش میں وہ ایسے عذاب سے گزرے جس کا بہت کم قوتوں کو سامنا ہوا ہے کوئی مسلمان قابل اعتبار نہ سمجھا جاتا تھا کہ انگریز کہتے تھے کہ اس کی سرشت میں بغاوت ہے سخت سے سخت سزاؤں کے ساتھ ساتھ حکمرانوں کی کوشش تھی کہ وہ مسلمانوں کو باور کرا سکیں کہ وہ ایک غیر مسلم حکومت کے تحت بھی مسلمان کی زندگی بسر کر سکتے ہیں۔ انگریزوں کے تلے بھی برصغیر دارالسلام ہے چنانچہ اس نکتے کو مسلمانوں کے اذہان و قلوب میں اتارنے کے لئے بڑے بڑے دینی بزرگوں کے فتوے شائع کئے گئے لیکن مسلمان جمہور اپنی بات پر اڑا رہا کہ مسلمانوں کی حکومت کے اختتام کے بعد برصغیر دارالحرب بن گیا ہے اسی نکتے کو منوانے کے لئے بالآخر انگریزوں کو نعوذ باللہ ایک "نبی" کو "نازل" کرنا پڑا کہ انہیں سوجھا کہ جو بات مفتیوں اور مولاناؤں کی سطح پر قابل قبول نہ ہوئی شاید وہ "نبوت" کی سطح پر قابل تسلیم ہو جائے چنانچہ مرزا قادیانی نے اپنے اس "الہام" کا انکشاف کیا کہ جہاد "حرام" ہو چکا ہے اور اس نے کہا۔

اب چھوڑ دو اے دوستو جہاد کا خیال
دیں کے لئے حرام ہے جنگ و قتال

اور یہی انگریزوں کا مقصد تھا کہ مسلمان جہاد کے جذبے سے عاری ہو کر امن پسندانہ طور پر انگریزوں کے تابع ہو جائیں۔ قادیانیت کا بیج بو کر انگریزوں کو یہ فائدہ ضرور ہوا کہ برصغیر میں ایک ایسی جماعت پیدا ہو گئی جو "اولوالامر" کے اتباع کے بارے میں قرآنی نص کو "حاکم وقت" انگریزوں پر اطلاق کرتی اور انگریزوں کی وفاداری کا دم بھرتی تھی۔ انگریزوں کے زمانے میں قادیانیوں کے لئے یہ امر ہمیشہ باعث افتخار رہا کہ حکومت ان پر اعتماد اور انحصار کرتی ہے۔ وائسرائے نے چودھری ظفراللہ خان کو بتیس سال کی عمر میں پنجاب ہائیکورٹ میں صرف آٹھ سال کی پریکٹس کے بعد مسلمانوں کی نمائندگی کے لئے اپنی کونسل کا ممبر مقرر کر دیا۔ ظفراللہ خان نابغہ روزگار نہ تھے کہ یہ ترقی ان کی غیر معمولی لیاقت کا تقاضا تھی اس تقرری کا محض یہ مطلب تھا کہ اس طرح مسلمانوں کی نمائندگی کا مسئلہ بھی طے ہو گیا اور انگریزوں کو اپنی پسند کا آدمی بھی مل گیا۔ اس ناانصافی کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے علامہ اقبال نے قادیانیوں کو مسلمانوں سے الگ ایک غیر مسلم فرقہ قرار دینے کا مطالبہ کیا۔

قادیانیت کی افزائش کا مقصد وحید حاکم وقت یعنی انگریزوں کی حکومت کو نعوذ باللہ جانب من اللہ ثابت کرنا تھا۔ قادیانی مسلمان جمہور سے گھبراتے تھے اور اسی لئے وہ برصغیر کی تقسیم کے حق میں نہ تھے کہ پھر پاکستان میں انہیں اپنے اردگرد مسلمان ہی مسلمان نظر آتے، مسلمانوں سے قلبی و ذہنی بُعد ہی انہیں اپنا ہیڈ کوارٹر ربوہ سے لندن منتقل کرانے کا موجب بنا۔ قادیانیت ایسا مذہب ہے جو اپنے پیروؤں کو غیر مسلموں کی غلامی پر مائل کرنے کے آلہ کار کا کام دیتا ہے اور وہ یہی کام ہندوستان میں کر رہا ہو گا اور ہندوؤں کے نزدیک بہت مقبول و معزز ہو گا۔ روسیوں کو قادیانیوں کی "خوبیوں" کا درک ہو تو وہ ضرور انہیں وسط ایشیا کی مسلمان مملکتوں میں درآمد کریں تاکہ وہاں مسلم باشندوں کے دلوں میں ماسکو کی غلامی کی خو کو راسخ کر سکیں۔

آپا ہندہ

"آج میں آزاد ہوں اپنے وطن میں"

ننگا سر، بالوں کے ان دیکھے نئے نئے سٹائل، ننگا چہرہ، بگرمیک اپ سے ڈھکا ہوا جسمانی ساخت کی چغلیاں کھاتا ہوا چست لباس، ہاتھ میں ہاکی، ریکٹ، بیٹ لئے اخبارات کی مانگ سجانے اور بڑھانے کیلئے فرسٹ پیج یا لاسٹ پیج پر براجمان نئی نویلی لڑکیاں جنہیں شو آف پرسنیلٹی کا شوق کشاں کشاں اخبارات کے دفتر یا ٹی وی کی سکرین پر کھینچ لاتا ہے — اور انٹرویو والے آؤٹ ڈیوٹ سے یوں آغاز کرتے ہیں:

س: آپ کا پورا نام ———— ؟

ج: فضہ بتول —— !

س: کالج میں آپ کا کونسا ایئر چل رہا ہے۔

ج: تھرڈ ایئر — !

س: لگتا ہے آپ تو بس پڑھتی رہتی ہیں۔

ج: اوہ، ایسی بھی کوئی بات نہیں۔ میں تو سوشل لائف پر یقین رکھتی ہوں اور . . . .

س: لیکن آپ کا تعلیمی کیریئر دیکھنے سے تو کچھ اور محسوس ہوتا ہے۔

ج: ہاں یہ ٹھیک ہے کہ میں نے مڈل، میٹرک اور انٹر میں بورڈ ٹاپ کیا لیکن آپ یہ بھی تو دیکھیں نا کہ انٹر سکولز اور انٹر بورڈ گیمز میں بھی میری پرفارمنس شروع سے بہت اچھی رہی ہے

س: آپ کو ٹائم ڈیوائڈ کرنے میں تو پرابلم ہوتا ہوگا؟

ج: کوئی پرابلم نہیں! اصل میں ہیومن لائف کے بارے میں میری اپروچ بالکل سائنٹیفک ہے یہ نئے دور کا تقاضا ہے، زندگی میں چارم، چیلنج، ایڈونچر، سرپرائز، کمپیٹیشن، ایکسپریشن یہ سب کچھ ہونا چاہیئے ضرور ہونا چاہیئے۔

س: مذہب میں آپ کی دلچسپی کس حد تک ہے؟

ج : میرا گھرانہ خالص مذہبی ہے۔ ہمارے فیملی بیک گراؤنڈ میں مذہب کو مرکزی اہمیت حاصل ہے لیکن شکر ہے کہ ہم میں "بیک ورڈنس" نہیں ہے۔ میں نے دینی تعلیم بھی حاصل کی ہے کالج لائف کو بھی انجوائے کیا ہے۔ گا بھی لیتی ہوں، ڈانس بھی کرتی ہوں، ڈراموں میں پارٹ پلے کئے ہیں پکنیک، ڈبیٹ، گیمز .... سب میں حصہ لیا ہے اور ٹینس میں تو آپ جانتے ہیں حال ہی میں پنجاب بھر میں سنگل میں پہلی اور ڈبل میں دوسری پوزیشن حاصل کی ہے۔

س : فقط بات مذہب سے چلی تھی۔ آپ یہ بتائیں کہ آپ کا ماحول کو آپریٹیو ہے یا نان کو آپریٹیو؟ یعنی کوئی مذہبی پابندی یا اعتراض کی صورت؟

ج : دیکھئے یہ بہت عجیب سوال ہے۔ بھئی پابندی آخر کیوں؟ مجھے تو گھر والوں نے بخوشی غیر نصابی سرگرمیوں کی اجازت دی بلکہ خصوصی اجازت دی، میرا مطلب ہے خصوصی حوصلہ افزائی کی گئی۔ مذہب کسی کو خول میں بند نہیں کرتا، زندگی کی دوڑ میں آگے بڑھاتا ہے سینس آف میچورٹی اینڈ کانفیڈنس پیدا کرتا ہے۔ مذہب عورت کو پابند اور محدود نہیں کرتا۔ میں خود سمجھتی ہوں کہ اسلام کی جو شکل ہمیں ورثہ میں ملی ہے وہ سرمایہ دارانہ ذہن کی پیداوار ہے۔ اس دور میں۔ کہ جب دنیا سمٹتی معلوم ہوتی ہے۔ اور پوری دنیا کی قومیں ہر فیلڈ میں ترقی کر رہی ہیں، عورت کو ہر میدان میں آگے بڑھنے سے روکا جائے، آخر کیوں؟

س : آپ کی رائے میں عورت کو کس حد تک قومی خدمت میں آگے آ کر کام کرنا چاہیئے؟

ج : سوسائٹی میں ویلفیئر، ڈیویلپمنٹ اور اسٹیبلشمنٹ کیلئے اپنا کردار ادا کرنے کی آزادی ہر کسی کو ہونی چاہیئے، مرد اور عورت کا رشتہ کسی استحصالی منطق کا تابع نہیں ہوتا اور نہ زندگی کی حقیقت کو نام نہاد اخلاقی معیاروں سے سمجھا جا سکتا ہے۔ مرد اور عورت کو شانہ بشانہ چلنا ہے۔ تبھی انڈر سٹینڈنگ اور کو آپریشن پیدا ہوگی۔ یہ نیچرل سی بات ہے۔ اس فنکشن اور پراسس کو ختم نہیں کیا جا سکتا ہے۔ عورت تو سب کچھ کر سکتی ہے۔ گھر چلا سکتی ہے، گورنمنٹ چلا سکتی ہے، بس اسٹیبلشمنٹ ختم ہونی چاہیئے اور میڈیا کو اس سلسلہ میں سپیشل رول ادا کرنا چاہیئے نئی نسل کو بوڑھی، بیمار اور نادار سوچوں سے نجات دلا کر ہی ترقی کی دوڑ میں حصہ لینے کے قابل بنایا جا سکتا ہے اور قائداعظم کے پاکستان کو عظیم تر بنایا جا سکتا ہے چونکہ انہوں نے فرمایا تھا ورک، ورک اینڈ ورک! ؎

تتلی بنوں اُڑتی پھروں مست گگن میں
آج میں آزاد ہوں اپنے وطن میں

قارئین کرام : یہ ایک گھسا پٹا ہوا انداز ہے جو یورپ و امریکا کیساتھ سیاسی، اقتصادی اور فوجی معاہدوں کی وساطت سے پاکستانی معاشرے میں بڑی تدریج کیساتھ بہت آہستگی سے دبے پاؤں رچایا بسایا گیا ہے پہلے غیر ملکی لڑکیوں کے انٹرویوز، فوٹو اور ان کی دلچسپیوں کو پاکستانی اخبارات نے عام کیا نوجوان نسل نے دیکھا، پڑھا، پسند کیا، اخبار زیادہ فروخت ہوا پھر پاکستانی سیکولرز اور لبرلز گھروں کی نوجوان نسل اخبارات کے ذریعہ متعارف ہونے لگی پھر کھیلوں کے میدان کی سرکاری سرپرستی نے اس سلسلہ کو عروج پر پہنچا دیا اور ٹیلی ویژن نے سونے پر سہاگے کا کام کیا اور اب بی بی کی حکومت ہے اور صنفِ نازک کو صنفِ "فارق" بنانے کا فیصلہ اور تہیہ ہو چکا ہے لڑکیاں مردوں کے شانہ بشانہ نہیں بلکہ ان سے پانچ جوتے آگے جا رہی ہیں جیسا کہ آپ اُوپر کی سطروں میں پڑھ چکے ہیں کہ ٹی وی اور اخبارات میں لڑکیوں کے جتنے بھی انٹرویوز آ رہے ہیں ان میں اکثر لڑکیوں کی گفتگو یہ ہوتی ہے کہ ان کا گھرانہ بڑا مذہبی گھرانہ ہے اور اس کے والد کٹر مذہبی ہونے کے باوجود اسے ناچنے گانے، کھیلنے، دوستوں سے ملنے تفریحی پروگراموں میں جانے سے نہیں روکتے بلکہ وہ کو اپریٹو ہیں۔ پھر انٹرویو لینے والے مرد یا عورتیں ساتھ ساتھ تہذیبی تائیدیں کرتے ہیں۔ ہاں ہاں اسلام معاشرے میں قوت برداشت پیدا کرتا ہے اور ناجائز پابندیاں بھی نہیں لگاتا۔ اسلام قوموں کی ترقی میں اپنا ایک خاص رول ادا کرتا ہے اور وطن کی محبت عین ایمان ہے۔

یہ انٹرویو لینے والے اور والیاں کس قدر ٹھنڈے زہریلے لب و لہجہ سے ایک ہی سانس میں اسلام اور ماڈرن سولائزیشن کو خلط ملط کر دیتے ہیں جو ناظرین و قارئین خوبصورت لڑکیوں کی فوٹو اخبارات و سکرین پر دیکھ رہے ہوتے ہیں وہ تو ننگے سر ننگے چہرے اُچکتے ہوئے کندھوں اور مٹکتے ہوئے کولہوں میں گم ہو جاتے ہیں ان ناداروں اور مفلسوں کو کیا معلوم کہ پالیسی میکرز نے کیا زہر گھول دیا ہے ملاحظہ فرمائیں۔ ایسے انٹرویوز اور گفتگوئیں یہ زہر گھولتی ہیں کہ :

۱ ـــــ مذہبی گھرانوں کی لڑکیاں اپنے مذہبی گھریلو ماحول سے بغاوت کر رہی ہیں پھر یہ پرنٹڈ میٹر غیر ملکی ایجنسیوں کو بڑے اہتمام سے پہنچایا جاتا ہے جو اپنے سازشی وڈیروں کو یہ تمام "مواد" بھیجتے ہیں۔ پھر

وہاں تجزیہ ہوتا ہے کہ یورپ امریکہ کے یہودیوں کا پہلا حربہ کامیاب ہے اب دوسرا حربہ آزمایا جاسکتا ہے پھر وہ امپورٹ ہوتا ہے اور عمل میں آتا ہے جسے پھر اسلام کے غدار پاکستانی انگریز ذرائع ابلاغ سے عوام میں مرغوب بنانے کی مہم میں جُت جاتے ہیں۔

۲ ـــــ اسلام ناچنے گانے، سوئمنگ، ہاکی کرکٹ، بیڈمنٹن ٹینس وغیرہ قسم کی مشغولیتوں سے ہرگز نہیں روکتا کیونکہ دنیا کی سب سے بڑی اسلامی مملکت کے ذرائع ابلاغ اسکی "اجازت" اور "سند" عطا فرماتے ہیں۔

۳ ـــــ اسلام عورت کو ننگا ہونے کی اجازت دیتا ہے چاہے آدھی ننگی ہو یا تین چوتھائی۔

۴ ـــــ لڑکیوں کی تعلیمی قابلیت کو پروپیگنڈہ کرکے یہ تأثر عام کیا جاتا ہے کہ یہ تمام برائیاں۔ اب خوبیاں ہیں اور تعلیم میں کمال حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ یہ خوبیاں بھی پیدا کرنی چاہئیں کہ اس سے قومی معیار بلند ہوتا ہے۔

۵ ـــــ صرف تعلیم میں بلندی حاصل کرنے سے وطن کا نام روشن نہیں ہوتا جب تک ناچنے گانے اور کھیلوں میں بلند مقام حاصل نہ کیا جائے کہ جدید میڈیا یہی ہے۔

۶ ـــــ لڑکیوں کو قومی سطح پر بلند و بالا ہونے کیلئے ننگا ہونا ضروری ہے۔

۷ ـــــ اس بلندی تک پہنچنے کے لئے مخلوط تعلیم، مخلوط معاشرہ اور مخلوط ملبوسات میں پرفارمنس شو کرنا انتہائی ناگزیر ہے۔

۸ ـــــ اس ساری خلط ملط لائف میں کنواری لڑکی پر انحصار، اعتماد اور اس کے اختیارات کو قبول کرنا بہت ضروری ہے۔

۹ ـــــ اور یہ سب کچھ اور وہ جو ضبطِ تحریر میں آسکتا نہیں۔ وہ تمام اس لئے کیا جانا ضروری ہے کہ قائداعظم نے یہ فرمایا ہے: ورک ورک اینڈ ورک۔

کیا اربابِ حکومت۔ ریڈیو، ٹیلیویژن اور اخبارات کے بزرجمہر اور جغادری اور ان بدبخت لڑکیوں کے بے حس والدین نے کبھی یہ سوچا کہ یہ جو کچھ ہو رہا ہے اس کے نتائج کیا برآمد ہو رہے ہیں؟۔ اور یہ لڑکیاں جو اپنے آپ کو مسلمان کہتی ہیں انہوں نے کبھی اس اچھلتی کودتی اور غیروں کی باہوں میں جھولتی زندگی کے